قیام امن۔ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

فاروق الرحمٰن یزدانی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين . اما بعد

اللہ تعالیٰ نے انسان پر بے شمار انعامات واحسانات فرمائے ہیں کہ جنہیں شمار کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں و ان تعدو انعمة الله لا تحصوها (ابراہیم۔34) ان انعامات میں سے اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔امن' سکون' راحت وآرام اور یہ انسان کو اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے۔جب وہ ہر طرح سے بے خوف ہوجائے اور وہ سمجھے کہ اب میری جان' مال' عزت وآبرو محفوظ و مامون ہے۔تو وہ پرسکون زندگی گزارے گا لیکن اگر وہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس کا دشمن اس کی جان ماردے گا یا اس کا مال لوٹ لے گا یا پھر اس کی عزت کو پامال کردیگا۔تو وہ پریشان ہوجائیگا اور اس کا سکون' راحت وآرام سب کچھ ختم ہوجائے گا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے خوف اور پریشانی کو ایک امتحان وآزمائش بیان فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ولنبلونكم بشئى من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرين (البقرہ:155) اور ہم تمہیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیں" اس کے مقابلے میں امن وسکون اور محبت و پیار اور بھائی چارے کو اپنی نعمت قرار دیتے ہوئے ارشادفرمایا۔ واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذكنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذالك يبين الله لكم اياته لعلكم تهتدون (آل عمران 103)"اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور جدا جدا نہ ہوجاؤ اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا پھر تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے۔تاکہ تم ہدایت پاؤ"

یہ امن وسکون انسان کی زندگی کے لیے انتہائی ضروری ہے کیونکہ امن ہو گا تو آدمی ہر کام کرسکتا ہے۔ ذاتی طور پر انسان کا سونا جاگنا‘ کھانا پینا‘ کام‘ کاج‘ محنت مزدوری وغیرہ تبھی بہتر طریقے سے ہوسکتا ہے۔ جب امن وسکون ہوگا اور اگر امن و سکون نہیں تو پھر یا تو آدمی کوئی کام بھی نہیں کر سکے گا۔ اور اگر کر بھی لے گا تو صرف خانہ پُری ہی ہوگی بہترین اور تسلی بخش نہیں ہوگا۔ اور یہ امن وسکون کی ضرورت تو انسان کو خوراک سے بھی پہلے ہے جس پر اس کی زندگی کا انحصار ہے کیونکہ سکون ہوگا تو آدمی کھانا کھاسکتا ہے۔ پانی پی سکتا ہے ورنہ یہ ساری چیزیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ اسی لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رزق وخوراک سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے امن وسکون کی دعا کی تھی واذقال ابراهیم رب اجعل هذا بلدا امنا و ارزق اهله من الثمرات...... الاية (البقره 126) بدامنی‘ خوف اور ڈر بہت بڑی آزمائش ہے (اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں ولنبلونكم بشئى من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرين (البقرہ آیت نمبر 155) ’’اور ہم تمہیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیں ‘‘ اس لیے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی قیام امن کے لیے مثالی جدوجہد کی۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ نے اپنے عمل وکردار سے امن وامان کو قائم کرنے اور اسے باقی رکھنے کے لیے بھرپور کوشش فرمائی اور اعلان نبوت کے بعد بھی آپ ﷺ نے امن وسلامتی کی نا صرف کہ تعلیم دی بلکہ آپ ﷺ نے اس کا ایسا عملی نمونہ پیش فرمایا کہ جس کی مثال دینے سے دنیا آج تک قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات اور اپنے عمل وکردار سے کچھ ایسے راہنما اصول مقرر فرما دیئے کہ جو رہتی دنیا تک امن وامان کے قیام اور اس کی بقاء کے ضامن ہیں۔ آج ہمارے حکمران بھی ملک اور معاشرے میں امن وسکون قائم کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے کئی جائز اور ناجائز اقدامات کر رہے ہیں لیکن حالات ’’مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی‘‘ کے مصداق پہلے سے زیادہ ابتر ہوتے جارہے ہیں۔ ذیل کی سطور میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں چند راہنما اصول ذکر کیے جاتے ہیں اگر ہمارے حکمران چاہیں تو ان کو عملی جامہ پہنا کر اپنے معاشرے‘ ملک وقوم اور ادارے میں امن وسکون کی بہار دیکھ سکتے ہیں۔ مگر تجربہ شرط ہے۔

(1) عدل وانصاف؛

قیام امن کے لیے جو چیز بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس کے بغیر امن و امان کی چاہت اور تصور بھی سوائے حماقت کے کچھ نہیں اور وہ چیز ہے۔ عدل و انصاف۔ اس کے بغیر تو امن کا تصور بھی محال ہے۔ ذرا غور کیجئے انسان کسی بھی شعبہ زندگی میں ذمہ دار ہو اور وہ انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتا ہو تو وہاں وہ اپنے ماتحتوں میں امن قائم نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص اپنے گھر میں جس کا وہ سربراہ ہے جس میں اس کی بیوی ہے جس سے تعلقات کی گرہ بھی خاوند کے ہاتھ میں ہے اگر اس کے ساتھ انصاف نہیں کرتا تو گھر میں سکون نہیں ہو سکتا۔ امن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر روز ایک نئی لڑائی اور جھگڑا ہو گا جس کو یہ شخص نمٹا رہا ہو گا حتی کہ باوجود گھر کا سربراہ ہونے کے یہ خود بھی زندگی کا کوئی لحہ خصوصاً گھر میں گزرے ہوئے اوقات کو سکون سے نہیں گزار سکے گا۔ اس کے گھر' اس کے بچے ہیں جو اس کی اولاد ہونے کے ناطے ہمہ قسم کی فرمانبرداری کرنے کے پابند ہیں حتی کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر ماں باپ ظلم بھی کریں تب بھی اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں'' لیکن اگر انسان اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرتا تو کبھی بھی گھر میں امن نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت بشیر رضی اللہ تعالی عنہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے آپ ﷺ اس پر گواہ بن جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس بیٹے کے علاوہ بھی تیری کوئی اولاد ہے تو میرے باپ نے عرض کیا کہ جی ہاں اللہ کے رسول ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنے باقی بچوں کو بھی اس طرح کے غلام ہبہ کیے ہیں۔ عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اعدلوا بین اولادکم اعدلوا بین اولادکم ''اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو' اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ظلم ہے اور میں اس ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا یا تو اپنے باقی بچوں کو بھی اسی طرح برابر کا ہبہ دو یا پھر اس سے بھی واپس لے لو۔ بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی اولاد آپ کی ایک جیسی خدمت اور احترام کرے۔ (یعنی اگر ایک جیسا سلوک نہیں کرو گے اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرو گے تو اولاد میں

اختلاف ہوگا کوئی آپ کا احترام کرے گا کوئی نہیں کریگا۔ کوئی خدمت کریگا اور کوئی نہیں کریگا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ گھر برباد ہو جائے گا۔ امن وسکون تہہ و بالا ہو کر بدامنی تمہارا مقدر بن جائے گی۔ اعاذنا اللہ منہ)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے عدل وانصاف کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی آپ ﷺ نے اس کا نمونہ پیش فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو ایک جیسی سہولتیں اور ایک جیسا برابر برابر وقت دیتے تھے۔ کسی ایک بیوی کے وقت کو دوسری بیوی کے لیے صرف کرنے کو آپ ﷺ ظلم خیال کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے اس روشن پہلو میں ان لوگوں کے لیے بہت بڑی راہنمائی موجود ہے۔ جو کسی بھی جگہ پر ذمہ دار ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے گھر' ادارے' دفتر' علاقے اور ملک میں امن وسکون ہو' بغاوت نہ ہو' حکم عدولی اور نافرمانی نہ ہو' کوئی مجھے دھوکہ نہ دے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ماتحتوں میں بھی ایسا انصاف کرے جیسا وہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے تو پھر دیکھنا کہ ایسے شخص کی وزارت' نظامت اور ادارت و حکمرانی کس قدر پُرسکون' خوشحال اور مثالی ہوتی ہے۔ لیکن تجربہ شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق فرمائے۔ آمین

(2) ذاتی مفادات کی قربانی:

معاشرے میں امن وسکون کے لیے عدل وانصاف کے بعد سب سے اہم ترین عنصر اور بنیادی ضرورت ہے قربانی۔ کہ انسان اپنی خواہشات اور اپنے ذاتی مفادات کو دوسروں کے آرام وسکون یا فائدے کی خاطر قربان کردے اور دوسرے بھائی کو سہولت دے اس کی ضروریات اور خواہشات کا احترام کرے۔ کیونکہ جب آدمی اپنے مفادات کو حاصل کرنے یا اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے کے مفادات کو نظر انداز کرتا ہے۔ یا دوسرے کے جذبات کو روندتے ہوئے اس کی خواہشات کا خون کرتا ہے تو نتیجہ بدامنی کی شکل میں نکلتا ہے۔ رسول ﷺ کی سیرت طیبہ میں یہ واقعہ بہت معروف ہے کہ قبل از نبوت قریش مکہ نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو حجر اسود کی تنصیب پر ان میں اختلاف نہ ہو گیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک قبیلہ خواہش مند تھا کہ حجر اسود کو نصب کرنے کی سعادت اسے حاصل ہو لیکن پتھر ایک تھا جبکہ امیدوار زیادہ تھے آخر کار یہ معاملہ نبی

رحمت حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے سامنے آ گیا کہ جو بھی فیصلہ آپ ﷺ کریں گے وہ سب قبائل کو منظور ہوگا۔ اب آپ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا اس نے بڑے بڑے جگادری کھڑ پینچوں کو انگشت بدنداں کر دیا کہ اس سے بہتر کوئی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے چادر بچھائی اس چادر پر حجر اسود کو رکھا اور پھر تمام قبائل کے سرداروں کو اس چادر کو کونوں سے پکڑ کر اٹھانے کا حکم دیا جب چادر مطلوبہ مقام تک بلند ہوگئی تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو اٹھا کر بیت اللہ کی دیوار میں اس کے مقام پر رکھ دیا اس طرح ہر قبیلے والے نے سمجھا کہ حجر اسود کو نصب کرنے کی سعادت ہمیں ہی حاصل ہوئی ہے۔

قارئین ذی وقار!

آپ غور فرمائیں کہ ہادی عالم ﷺ نے کس حسن وخوبی کے ساتھ نہ صرف کہ اس اختلاف کا خاتمہ فرمایا بلکہ تمام فریقوں کو مطمئن بھی کر دیا اور خوش بھی اگر آپ ﷺ چاہتے تو آپ ﷺ خود ہی پتھر کو زمین سے اٹھا کر دیوار میں نصب کر دیتے یا اپنے خاندان میں سے کسی بزرگ کا انتخاب کر دیتے۔ آپ ﷺ جو بھی فیصلہ کر دیتے وہ سب کو منظور ہوتا کیونکہ فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں تھا لیکن آپ ﷺ نے نہ کسی کو نظر انداز کیا اور نہ ہی کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی اور ایک بہترین فیصلہ کر دیا۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ قبائل جو تھوڑی دیر پہلے لڑنے مرنے کے لیے تیار تھے نا صرف کہ آپس میں شیر وشکر ہوگئے بلکہ شاداں وفرحاں بھی تھے۔ آج ہم اپنے گھروں، اداروں، محکموں، علاقوں اور ملک میں جو بدامنی وبدسکونی دیکھتے ہیں اس کے منجملہ اسباب میں سے ایک سبب ذاتی مفادات کی آبیاری اور اقربا پروری ہے کہ اگر کسی کو کسی جگہ پر بھی کسی بھی حیثیت سے فیصلے کا اختیار مل جائے تو پھر اسے اپنی ذات یا اپنے اعزہ واقرباء اور دوست احباب کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا۔ ویسے تو اس کی مثالیں آپ کو گھر کی چاردیواری سے لیکر اپنے گردوپیش جگہ جگہ نظر آئیں گی لیکن قومی سطح پر حکمرانوں کا انتخاب اور ان کے چال چلن کو دیکھ

لیں تو شاید کسی دوسری مثال کی ضرورت ہی نہ رہے۔

(3) خواہشات کی قربانی؛

مفادات کے ساتھ ساتھ اپنی خواہشات کی قربانی دینا بھی معاشرے میں امن وامان کے لیے انتہائی ضروری ہے اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ فلاں کام اس طرح ہونا چاہئے مگر کوئی دوسرا کسی اور کام یا طریقے کو پسند کرتا اور چاہتا ہے تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی ایک اپنے موقف کو چھوڑ دیگا اور اپنی خواہش کو قربان کر دیگا تو امن وسکون قائم ہو جائے گا اور اگر وہ دونوں ہی یا سب لوگ اپنی اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ڈٹ جائیں اور ضد کریں تو نوبت لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت تک پہنچے گی اور اگر ان میں کوئی فریق طاقتور اور دوسرا کمزور ہوگا تو طاقتور آدمی اپنی خواہشات کو پورا تو کرے گا۔ کیونکہ اس کے پاس مال، دولت، عہدے اور اختیار کی قوت وطاقت ہے جبکہ دوسرے فریق کو یہ قدرت حاصل نہیں لیکن کمزور فریق بھی اس کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اب یا تو وہ بغاوت کریگا یا کوئی نہ کوئی ناجائز طریقہ اپنا کر وہ بھی اپنی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کریگا تو دونوں صورتوں میں امن وسکون برباد ہوگا۔

امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ میں اس کا نمونہ بھی موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے جس بیت اللہ کو گرا کر نئے سرے سے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام والی بنیادوں پر تعمیر کروں لیکن آپ ﷺ نے صرف اس لیے اپنی اس خواہش کو چھوڑ دیا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اگر بیت اللہ کو گرا دیا گیا یا اس کی ہیئت کو تبدیل کر دیا گیا تو کہیں یہ اسلام سے متنفر ہی نہ ہو جائیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔

معزز قارئین!

سیرت طیبہ کے اس روشن پہلو سے بھی ہمارے لیے یہ سبق اور نصیحت واضح ہوتی ہے

کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے میں امن وسکون ہو تو پھر ہمیں اپنی خواہشات کو خواہ وہ کس قدر ہی حق پر مبنی کیوں نہ ہوں قربان کرنے کا اپنے اندر حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔ ورنہ دھونس دھاندلی...... اپنے اختیار وقوت کے ناجائز استعمال سے بدامنی تو جنم لے سکتی ہے اور اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مگر معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقے کو اپناتے ہوئے حالات کی بہتری' امن وسکون اور اتفاق واتحاد کی خاطر اپنی خواہشات کو قربان کر دیں اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے گا۔ اور انسان کی دنیا وآخرت بہتر ہو جائیگی۔ ان شاء اللہ

(4) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام:

معاشرے میں قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ انسان ہر اچھے کام کی تلقین کرتا رہے اور لوگوں کو برائی سے روکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی قرآن مجید میں نیکی کا حکم دینے اور برائے سے منع کرنے کا حکم' ارشاد فرمایا ہے حتی کہ جن لوگوں نے یہ فریضہ کماحقہ ادا نہیں کیا تھا ان کی شکلیں تک بگاڑ دیں اور قیامت تک انہیں نمونہ عبرت بنا دیا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تلقین فرماتے ہوئے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص برائی کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے وہ ہاتھ سے روکے' جو زبان سے روک سکتا ہے وہ زبان سے کہے اور جس میں اتنی بھی ہمت' طاقت اور جرات نہیں وہ اس برائی کو اپنے دل سے ہی برا جانے یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔'' اور آپ ﷺ نے عملاً بھی اس کا نمونہ پیش فرمایا۔ کہ جب آپ ﷺ نے امن کو خطرہ محسوس کیا تو فوراً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نسخہ استعمال فرمایا تو امن قائم ہو گیا۔

''سیدنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ قرض لینا تھا ایک دفعہ دونوں میں کچھ تکرار ہو گئی جس میں ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ ان کی آواز سن کر گھر سے تشریف لائے۔ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رقم میں کچھ کمی کرنے کا کہا تو انہوں نے آپ ﷺ کے

حکم سے نصف قرض معاف کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ اسلمی کو باقی نصف ادا کرنے کا حکم فرمایا'' (مفہوماً سنن نسائی)

قارئین ذی وقار!؛

غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے حضرت کعب کو نیکی کا حکم دیا اور ان سے نصف' قرض صدقہ کروادیا۔ اور حضرت عبداللہ کو ٹال مٹول اور حیل وحجت سے منع کرتے ہوئے باقی ادا کرنے کو کہا۔ تو اس طرح آپ ﷺ نے نیکی کا حکم دے کر اور برائی سے منع کر کے امن قائم کر دیا آج ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے منع کریں تا کہ ہمارے سامنے جب کسی کی چغلی' غیبت یا عزت پامال کی جائے تو ہم یہ سوچ کر خاموش رہیں کہ کونسا ہماری بے عزتی ہو رہی ہے نتیجہ یہ نکلے گا کہ ظلم کرنے والا پہلے سے زیادہ دلیر ہو جائیگا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کی جائز و ناجائز بے عزتی کرنا اپنا حق سمجھے گا اور وہ ہر کسی کی بے عزتی کرتا رہے گا اور دوسرا فریق جب یہ دیکھے گا کہ آج میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو کسی نے میرے سے کوئی ہمدردی نہیں کی تو کل کو وہ بھی نا صرف کہ کسی دوسرے کی بے عزتی پر احتجاج نہیں کریگا۔ بلکہ وہ خود بے عزتی کرنے میں تعاون کریگا۔ کہ حساب برابر ہو جائے۔ اس طرح امن وسکون کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ معاشرہ بدامنی کا گہوارہ بن جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

(5) فیصلہ کرنے میں جلدی کرنا؛

معاشرے میں قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ جس شخص کے پاس فیصلہ کرنیکا اختیار ہو اسے عدل وانصاف کے ساتھ فریقین میں جلد فیصلہ کر کے فوری انصاف فراہم کرنا چاہئے کیونکہ بدامنی' لڑائی جھگڑے کا باعث دو یا دو سے زیادہ فریق ہوتے ہیں اگر ان کی بات جلد سن کر ان کا انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے تو جھگڑا طول نہیں پکڑتا اور امن قائم ہو جاتا ہے اور اگر فیصلے کو

لٹکا دیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کا عدالتی نظام ہے کہ جس میں مقدمات نسل در نسل جاری رہتے ہیں لیکن فیصلے کی نوبت نہیں آتی تو پھر قتل وغارت' لڑائی جھگڑے اور بدامنی ہوتی ہے جیسا کہ ہم آئے روز اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں حتی کہ بعض تو خاندان کے خاندان فیصلہ کرنے والی قوتوں کے اس تاخیری حربے کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر' محکمے' ادارے' علاقے اور ملک میں امن وسکون ہو تو پھر فیصلہ کرنے والی ان تمام قوتوں اور افراد کو جنہیں کسی بھی سطح پر بدامنی کا باعث بننے والے فریقین میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہو چاہیے کہ وہ ٹال مٹول اور لیت ولعل کی پالیسی چھوڑ کر فوری انصاف مہیا کریں۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی ہمیں یہی پیغام ملتا ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ انصار کے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑے ہیں اور ان کی آپس میں سنگ باری بھی ہوئی ہے تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوٹی لگا کر'' کہ اگر میں لیٹ ہو گیا اور نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ وہ عصر کی نماز پڑھا دیں'' صلح کروانے کے لیے چلے گئے اور عصر تک تمام معاملہ نمٹا کر واپس تشریف لائے۔

قارئین محترم!

غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح کروانے' بدامنی کا باعث بننے والے فریقین میں معاملہ نمٹانے اور فوری انصاف بہم پہنچانے میں کس قدر جلدی کی ہے اور اس معاملہ کو کس قدر اہمیت دی ہے کیونکہ انصاف کرنے اور دینے میں تاخیر کرنا انصاف نہ کرنے کے مترادف ہے اور جیسے جیسے جھگڑا طول پکڑے گا تو بدامنی بھی پھیلے گی۔ فرد سے اہل خانہ' اہل خانہ سے خاندان اور پھر محلے اور علاقے تک اس کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ جو کہ کسی طور بھی پسندیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے سننے اور اس پر عمل کی توفیق فرمائے۔ آمین